مسلمانوں کے لئے مشن

مسلمانوں کی تبدیلئ مذہب کے لئے راستہ — بحث و تکرار یا بات چیت؟

["کارنیگی یارُشدی" کے زیر عنوان پلس (Pulse) میں چھپنے والے ایک مضمون کا ترجمہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ مدیر]

"میٹھے بول میں جادو ہے۔" (How to Win Friends and Influence People?) کا مصنف ڈیل کارنیگی اگر آج زندہ ہوتا تو وہ انیس شروش کو مسترد کر دیتا۔ مضبوط جسم اور سیاہ بالوں والا شروش، جس کے چہرے پر بالعموم بھرپور مسکراہٹ کھیلتی رہتی ہے، گذشتہ موسم گرما میں جنوبی افریقہ کے مسلمانوں میں سے، جن تک وہ یسوع کے لئے رسائی کی کوشش کر رہا تھا، چند "دوست" بنانے میں کامیاب ہوگیا۔ کیپ ٹاؤن میں ایک شخص نے اسے پسلیوں پر لات دے ماری اور دوسرے نے اس پر چاقو سے حملہ کر دیا جو شروش کے بجائے اس کے محافظ کے جسم میں پیوست ہوگیا۔ (جو زیادہ زخمی نہیں ہوا) اور مبلغ کا عربی لباس خون سے تر ہوگیا۔ شروش نے جب وہاں سے جلدی سے کار نکالنے کی کوشش کی تو کسی اور نے پتھر مار کر اس کی کار کا ایک شیشہ توڑ دیا۔ کچھ دنوں کے بعد یہ پتہ چلنے پر کہ ڈربن سٹی ہال میں حملے کے لئے ایک شخص گھات لگائے اس کا انتظار کر رہا تھا تو اس نے فیصلہ کیا کہ جرأت کا بہتر پہلو ہوشمندی ہے اور اس وقت اسی سے کام لیا جائے۔ اس نے اپنا پروگرام ختم کرتے ہوئے ملک سے جانا ہی مناسب سمجھا۔ کیپ ٹاؤن کے حملے کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے ایک مسلم امام نے بتایا کہ شروش نے "اس کی خود ہی دعوت دی تھی۔"

اس کے برعکس شروش کا نقطۂ نظر ہے کہ مسلمان، اور بالخصوص ڈربن کے شیخ احمد دیدات، کئی دہائیوں سے مناظرے کا چیلنج دیتے رہے ہیں۔ احمد دیدات جو ہندوستان میں پیدا ہوئے اور اب ڈربن میں رہتے ہیں، مسلم عالم ہونے کے مدعی ہیں اور گذشتہ ۴۰ برسوں سے دنیا بھر میں عیسائیت کی فکری بنیادوں کے خلاف لیکچر دے رہے ہیں۔ جناب شروش ۵۸ سال پہلے ناصرہ کے ایک عیسائی

گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۷ء تک یروشلم میں انہوں نے روحانی پاسبانی کی ذمہ داری ادا کی اور اس کے بعد دنیا بھر میں گھوم گھوم کر عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

یہ ۱۹۸۵ء میں اتوار کا دن تھا جب دونوں کا آمنا سامنا انگلستان کے شہر برمنگھم میں ہوا۔ جہاں شروش نے دیدات کو چیلنج کیا۔ جن کا دعویٰ تھا کہ انہیں مناظرے میں کوئی شکست نہیں دے سکا۔ تب سے ان دونوں کے درمیان روبرو دو مباحثے ہو چکے ہیں۔ ایک کا موضوع تھا "کیا یسوع خدا ہیں؟" اور دوسرے کا موضوع یہ تھا کہ " بائبل یا قرآن ۔ کون سی کتاب خدا کا کلام ہے؟" دونوں مباحثے ٹیپ کیے گئے ہیں اور پوری مسلم دنیا میں دکھائے گئے ہیں۔

شروش نے بعض دوسرے موقعوں پر بھی مسلمانوں سے مباحثہ کیا ہے۔ ان میں سے ایک ۱۴ جون 1991 کو اورلینڈو (ریاست ہائے متحدہ امریکہ) میں منعقد ہوا جہاں وہ اور ایک دوسرے مسیحی مبلّغ گلیسن آرچر "جان اینکر برگ شو" میں دو مسلمان فضلاء کے آمنے سامنے تھے۔ یہ مباحثے ہر اتوار کی رات کو ستمبر کے پورے ماہ میں امریکہ بھر کی ریاستوں میں دکھائے گئے۔ شروش جنہیں دوسرا سلمان رشدی کہا جاتا ہے، یہ اعتراف کرتے ہیں کہ وہ اپنے مباحثوں سے بہت کم مسلمان دوستوں کے دل جیت سکے ہیں ، تاہم اسے یہ اطمینان ہے کہ ان محدودے چند لوگوں کا تعلق بااثر طبقے سے ہے۔ جناب شروش کا کہنا ہے کہ میری رائے میں دو کام کیے جا سکتے تھے پہلا یہ کہ ان مسلمانوں تک رسائی حاصل کی جائے جنہیں یسوع میں زندگی پانے سے دلچسپی نہیں ہے۔ وہ چرچ میں نہیں آئیں گے۔ لیکن مباحثے میں ضرور شرکت کریں گے۔ اگر آپ ریکارڈنگ حاصل کر سکیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ میں مقدس تعلیمات واضح انداز میں پیش کرتا ہوں۔ دوسرا کام میری جانب سے یہ کوشش ہے کہ اسلام کے پھیلاؤ کو روکا جائے۔ مسلمانوں نے عیسائیوں کو شکست دینے کے لئے مباحثوں سے کام لیا ہے۔ ان کی پوری کوشش رہی ہے کہ سچائی پورے طور پر بیان نہ کی جائے۔ حملے جاری رکھے جائیں اور ہمیں ہر وقت دفاعی پوزیشن میں رہنے پر مجبور کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اب بوکھلا اٹھے ہیں اور دفاع کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

اسلام کا علم رکھنے والے کچھ دیگر عیسائیوں کا موقف یہ ہے کہ مسلمانوں کو دفاع پر مجبور کر دینا کوئی ایسی حکمت عملی نہیں جسے بہترین کہا جا سکے اور مسلمانوں کے دلوں کو یسوع کے لئے جیتا جا سکے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں مسلمان حلقوں میں کام کرنے والے ایک مبلغ نے بتایا کہ "اس حکمتِ عملی میں ثمرات کے امکانات موجود ہیں لیکن زیادہ تر یہ ایک منفی تجربہ ثابت ہوا ہے۔" ایسے موقعوں پر مسلمان دوسرے مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے آتے ہیں اور ان کی تعداد موقع پر موجود عیسائیوں سے بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے مباحثوں کو باکسنگ میچ کی طرح لیا جاتا ہے اور دیکھا یہ جاتا ہے کہ

کون جیتتا ہے۔ کچھ مباحثوں کا نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ مسلمانوں نے انہیں وڈیو ٹیپوں پر اتارا اور پھر اپنے نقطۂ نظر سے انہیں مرتب کر کے اپنی تبلیغی کوششوں کو تیز تر کرنے کے لیے ایک ذریعے کے طور پر دنیا بھر کے مسلم طلقوں میں پھیلا دیا"۔ الٹڈینا (کیلی فورنیا) کے "زویمر انسٹیٹیوٹ آف مسلم اسٹڈیز" کے ڈائریکٹر رابرٹ ڈوگلس نے بھی اسی قسم کے تحفظات کا اظہار کیا۔ اگرچہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان مباحثوں سے "صحیح تناظر میں "کام لیا جا سکتا ہے۔ "میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ انیس شروش کے رویے میں اتنی محاذ آرائی ہے جسے زویمر انسٹی ٹیوٹ آف مسلم اسٹڈیز سے وابستہ ہم لوگوں میں سے اکثر اختیار کرنا موزوں نہیں سمجھتے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسلام کے عقائد پر حملہ کیے بغیر عیسائیت کی مثبت تعلیمات اجاگر کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ مخالفانہ حملوں سے، میرا خیال نہیں ہے کہ کچھ حاصل کیا جا سکے۔"

تاہم امریکہ کے مسلمانوں میں تبلیغِ عیسائیت کرنے والے ایک شخص نے مباحثوں کا ایک فائدہ یہ بتایا کہ ان کے ذریعے شروش نے دیدات کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ "شروش نے دیدات کو خاموش کر کے ایک شاندار کارنامہ انجام دیا ہے تاہم اسے اب منسٹری کے طور پر جاری رکھنے اور اسے منسٹری قرار دینا میرے لئے بہت مشکل ہے۔ اس نے کہا کہ مسلمانوں کے ساتھ کم درجے کی محاذ آرائی پر مبنی مکالمہ بہتر ہے۔ اس ضمن میں اس نے فلاڈلفیا کی منسٹری " بے در و دیوار چرچ" (Church Without Walls) کا ذکر کیا جس کے زیرِ اہتمام باہمی افہام و تفہیم کے لیے اجتماع منعقد ہوتے ہیں۔ عیسائیوں کے گروہ مسلم طلقوں کا دورہ کرتے ہیں اور مذہبی اختلافات پر تبادلۂ خیال سے پہلے ان سے تعلقات استوار کرتے ہیں۔ اس نے بتایا کہ " ایسے اجتماعات کی قیادت کرنے والے شخص انس ذکا نے شاید شمالی امریکہ میں سب سے زیادہ ثمرات حاصل کیے ہیں۔ ثمرات سے مراد یسوع پر ایمان لانے والے ہیں۔ کہنا چاہیے کہ وہ ان اجتماعات میں وڈیو کیمرے نصب کر کے انہیں ذہنی آزمائش کے مقابلوں میں تبدیل نہیں کرتے اور اس کے نتیجے میں سچائی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور ایک زندگی کے ذریعے جو بذاتِ خود مقدّس تعلیمات کے قالب میں ڈھلی ہوتی ہے۔"

تاہم شروش کا، جنھوں نے لوتھر رائس سیمینری جیکسن وائل (فلوریڈا) سے "خدمتِ دین" میں ڈاکٹریٹ نیز امریکن انسٹیٹیوٹ آف منسٹری کے آکسفورڈ گریجویٹ سکول ڈیٹن سے فلسفے میں ڈاکٹریٹ کر رکھی ہے، کہنا ہے کہ مباحثوں میں سچائی کا اظہار ہوتا ہے۔ چاہے اس کی ریکارڈنگ میں گڑبڑ ہی کیوں نہ کی جائے۔

اپنا نقطۂ نظر ثابت کرنے کے لئے وہ نائجیریا کے ایک طالب علم کا جو یونیورسٹی میں پڑھتا ہے، خط دکھاتے ہیں۔ طالب علم لکھتا ہے کہ دیدات کے ساتھ شروش کے دوسرے مناظرے کی ٹیپ

دیکھنے اور اس کی کتاب "Islam Revealed" (اسلام بے نقاب ہوتا ہے۔) پڑھنے کے بعد ۳۰ طلبہ اور ۴ پروفیسروں نے جو سب مسلمان تھے، عیسائیت قبول کر لی۔ شروش کا مزید کہنا ہے کہ اسے سعودی عرب اور جنوبی افریقہ سے عیسائیوں کے خطوط موصول ہوئے ہیں جن کے اس بات سے حوصلے بڑھے ہیں کہ بالآخر کوئی تو ایسا سامنے آیا ہے جس نے مسلمانوں کو جواب دیا ہے۔

ڈیل کارنیگی شاید شروش کے طریقہ کار سے اتفاق نہ کرے تاہم شروش کا کہنا یہ ہے کہ وہ ایک زیادہ معتبر ذریعے یعنی بائبل سے ہدایات حاصل کرتے ہیں "ہم کافی عرصے سے مکالمے کا طریقہ آزما رہے ہیں۔ ہم دوستانہ تبلیغ کا نسخہ بھی آزما چکے ہیں اور میٹھی میٹھی گفتگوؤں کا بھی۔ جن میں کوئی ادھر سے آتا ہے اور کوئی ادھر سے۔ ہم نے محاذ آرائی کا طریقہ کبھی استعمال نہیں کیا۔ لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں پولوس رسول بھی مباحثے کے طریقے پر عمل پیرا تھا۔ پولوس نے پرانی دنیا کے عقائد اور مذاہب کا سامنا کیا۔ ایتھنز میں اس نے اسی طرح بعض باتوں کی وضاحت کی۔ یسوع نے بھی یہ طریقہ برتا اور اسی طرح سٹیفن اور دیگر لوگ بھی اس پر عمل کرتے رہے۔"